٦
۹،۱۲۹
۱۱۲۰

حیاتِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

بچّوں کے لیے

٦

سختیوں کا زمانہ

خانۂ فرہنگ جمہوری اِسلامی ایران۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

(یقیناً تمہاری طرف تم ہی میں سے رسول خدا تشریف لائے ۔ ان پر ہر وہ چیز گراں ہے جو تمہیں تکلیف دے اور تمہاری بھلائی کی انہیں بہت آرزو ہے ۔ وہ مومنین پر بہت ہی کریم اور مہربان ہیں ۔)

سیرت طیبہ پر بہت سی کتابیں مختلف اوقات میں مختلف علماء نے تحریر فرمائی ہیں جن میں حضور علیہ السّلام کی فعّال اور پُرعمل مقدّس زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن پھر بھی بہت کم مسلمان عوام آپ کی پاکیزہ زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہی رکھتے ہیں ۔

اس مقصد کے پیش نظر ہم حیاتِ پاکِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سادہ زبان میں تصویروں کے ساتھ مزّین کر کے سلسلہ وار شائع کر رہے ہیں تاکہ جہاں بچّوں کے لیے بالخصوص مفید اور دلچسپ ثابت ہو وہاں اُن بزرگوں کے لیے روشنی بخش ہو جو گہرے مطالعے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری اس کوشش میں اللہ تعالےٰ کی توفیق ہمارے شامل حال ہو گی اور سیرتِ اقدس کی عمومی اشاعت کے لیے اُٹھایا ہوا ہمارا یہ چھوٹا سا قدم کامیاب ہو گا ۔

قارئین کرام سے اپنی مفید اور قیمتی آراء سے نوازنے کی استدعا ہے ۔

وما توفیقی إلّا باللہ علیہ توکلتُ وإلیہ أُنیب

مدیر

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

کراچی

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ
وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(شعراء: ۲۱۵-۲۲۱)

ترجمہ: اپنے رشتہ داروں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤ۔ اپنے باایمان پیروؤں سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آو۔ اگر وہ نافرمانی کریں تو ان سے بیزاری کا اعلان کرو اور اپنے عزیز و مہربان خدائے واحد پر بھروسہ رکھو جو نمازیوں اور سجدہ گزاروں کے درمیان نماز کے وقت خوف الٰہی کی وجہ سے) آپ کی حالت کی تبدیلی کو دیکھتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا سننے والا اور جاننے والا ہے)

①

قریش کو جب معلوم ہوا کہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں. نیز جب انہیں پتہ چلا کہ آپؐ لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور ان کے بتوں اور خود ساختہ خداؤں پر اعتراض اور نکتہ چینی کرتے ہیں تو انھوں نے آپؐ اور آپ کا دین قبول کرنے والوں کی نقل و حرکت کی نگرانی شروع کر دی۔

ایک دن سعد جو مسلمان ہو چکے تھے، لوگوں کی نظروں سے بچتے ہوئے نماز ادا کرنے کے لیے اپنے اسلامی بھائیوں کے پاس جا رہے تھے تو ایک شخص چھپ کر ان کا تعاقب کرنے لگا اور جب وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سب مسلمان نبی علیہ السّلام کے ساتھ ان کے منتظر تھے تو وہ جاسوس خاموشی سے لوٹ گیا تاکہ قریش کو مسلمانوں اور ان کے ٹھکانے کے بارے میں ساری معلومات دے۔

ابوجہل اور قریش کے چند دوسرے افراد جاسوس کے بتائے ہوئے رستے پر چل دیئے اور عین اس وقت مسلمانوں کے قریب پہنچے جب وہ نبی علیہ السّلام کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے. یہ لوگ درختوں کی آڑ لے کر حیرت سے نماز باجماعت کا منظر دیکھنے لگے نماز کے بعد جب سعد واپس جا رہے تھے تو ابوجہل نے ان کو روکا اور پوچھا:

"تم لوگ وہاں کیا کر رہے تھے؟"

اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے مسلمانوں اور نماز کے خلاف بدزبانی شروع کردی اور اس کے سب ساتھی نفرت اور حقارت سے ان کا مذاق اڑانے اور زور زور سے چیخنے اور قہقہے لگانے لگے۔

سعد ان کی اس حرکت پر طیش میں آ گئے. غصّے کی زیادتی میں ان کے داست بھینچ گئے اور قریب تھا کہ وہ ابوجہل پر حملہ کر دیتے لیکن عین اسی وقت ان میں سے ایک نے ان کے منہ پر زور سے ایک مکّا مارا جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔

وہ اسی حالت میں اپنے آقا و مولا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ آپؐ نے اصحاب کی مدد سے ان کے چہرے سے خون صاف کیا اور انہیں دلاسا دیتے ہوئے فرمایا۔

"صبر کرو۔ تمہارا خون اللہ کی راہ میں بہا ہے۔"

۲

جبرئیل اللہ تعالےٰ کا فرمان لے کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جس میں آپ کو تاکید کی گئی تھی کہ اب کھلم کھلا دین حق کی تبلیغ کریں۔ حکم کے الفاظ یہ تھے:۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(شعراء: ۲۱۵-۲۲۱)

اپنے رشتہ داروں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤ۔ اپنے باایمان پیروؤں سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آؤ۔ اگر وہ نافرمانی کریں تو ان سے بیزاری کا اعلان کرو اور اپنے عزیز و مہربان خدائے واحد پر بھروسہ رکھو جو (مومن اور سجدہ گزار باپ داداؤں کے پاکیزہ جسموں* سے نسل در نسل آپ کے

* نجو۔ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ انبیاء کے باپ داداؤں میں سے کبھی کوئی شخص کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی کو نبوت عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے علم وارادہ

گذرنے کی نگرانی کرتا رہا ہے اور اب بھی) نمازیوں اور سجدہ گزاروں کے درمیان نماز کے وقت (خوف الٰہی کی وجہ سے) آپ کی حالت کی تبدیلی اس کی نظر میں ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا سننے والا اور جاننے والا ہے)

آپؐ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اس کے فرمان کی تبلیغ کی غرض سے صبح سویرے کوہ صفا کی چوٹی پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے لوگوں کو پکارا۔ جب وہ پہاڑ کے دامن میں جمع ہو گئے تو آپؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

"اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کبھی کسی نے میری زبان سے کوئی جھوٹی بات سُنی؟"

سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا: "ہرگز نہیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچّا اور امانت دا

میں ہو تو وہ اس بات پر بھی پوری طرح قادر ہے کہ اس کے شجرے کو شروع سے آخر تک پاک رکھے اور اس کے کسی بھی فرد کو کفر و بت پرستی سے داغ دار نہ ہونے دے کیونکہ ایک پاک و پاکیزہ نسب والا نبی داغ دار نسب والے نبی سے بہر حال بہتر ہے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبوری بھی نہیں تو یہ عقل میں آنے والی بات نہیں کہ وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے مومنوں کی بجائے بت پرستوں کی نسل میں سے کسی کو نبی بنادے۔

یہاں پر "یراك حین تقوم وتقلبك فی السّاجدین" کا ترجمہ اگرچہ یہ بھی ہے کہ "اللہ تعالےٰ نمازیوں کے اجتماع میں آپ کی حالت کی تبدیلی کو دیکھتا ہے۔" لیکن علمائے اسلام کی ایک بڑی جماعت اس کو نبی علیہ السلام کے نسب کی پاکیزگی کی سند بھی سمجھتی ہے۔

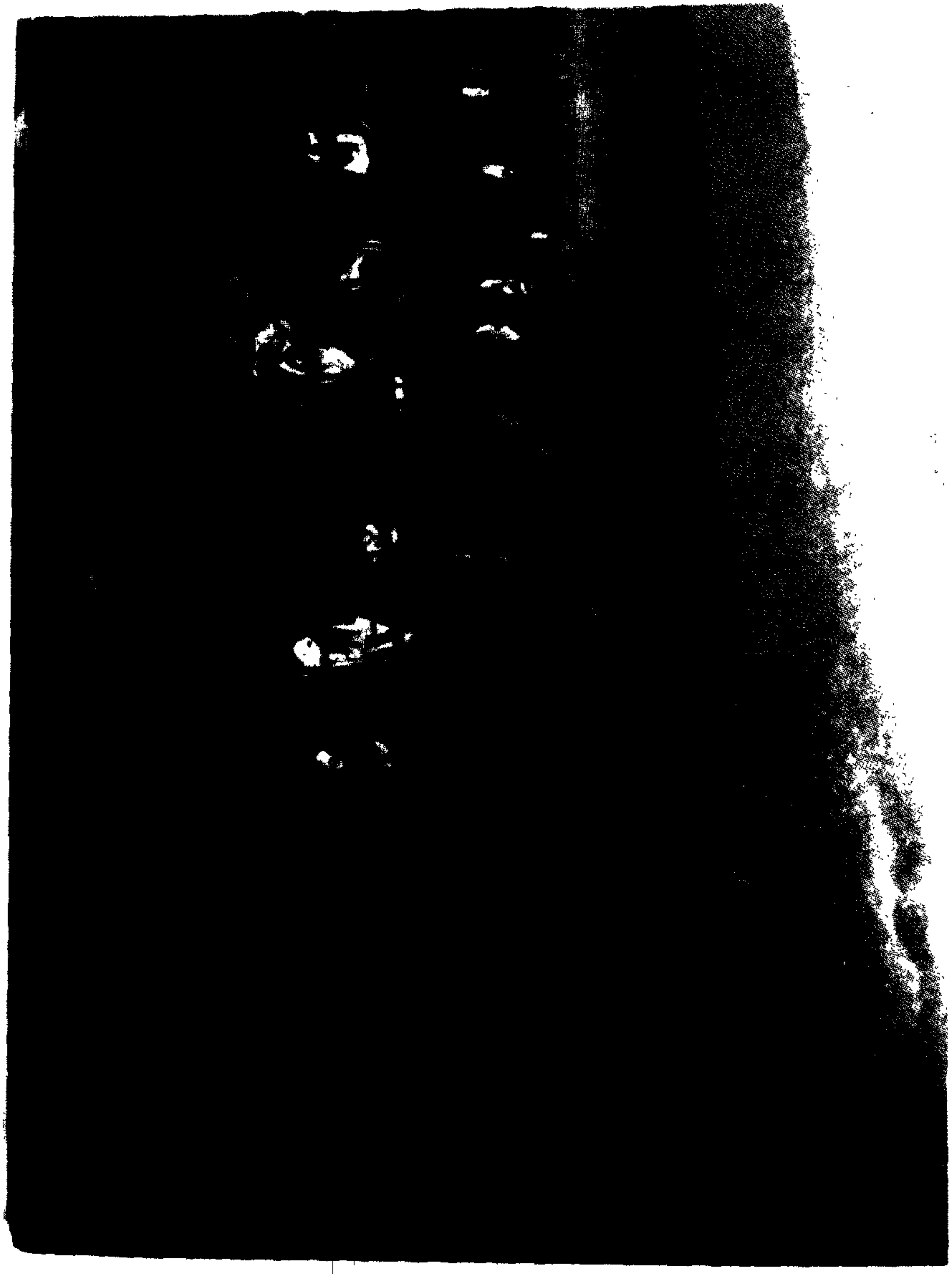

پایا ہے۔" تو آپ نے فرمایا:

" اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے چھپا بیٹھا ہے تو مانو گے؟" سب نے جواب دیا:

" ہاں۔ ضرور مانیں گے۔" تو آپ نے فرمایا:

" اگر تم مجھے ہر بات میں سچّا مانتے ہو تو پھر خوب سُن لو کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنا پیغام تم تک پہنچانے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اے عبد مناف، زہرہ، تیم، مخزوم، اسد وغیرہ قبائل کے فرزندو۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو اس کی نافرمانی اور بت پرستی کے بُرے انجام سے خبردار کروں۔

میں تم سے اس خدمت کے لیے کسی معاوضہ کا طلب گار نہیں۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کہہ کر خدائے واحد کی بندگی کا اقرار و اعلان کر لو تاکہ نجات پالو اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ۔ ۵

اچانک ابولہب نے آپ کی بات کاٹی اور کہا:

" تمہارا ناس ہو (نعوذ باللہ) کیا اسی لیے تم نے ہمیں یہاں بلایا تھا"؟

ابولہب کی زبان سے اپنے حبیبؐ کی شان میں یہ توہین اور گستاخی اللہ تعالےٰ کو اتنی بری لگی کہ فوراً وحی کے ذریعے یہ آیات نازل فرما کر اپنے غیظ و غضب کا اظہار فرمایا:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ۔ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۔ سَیَصْلٰی

نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۙ وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (لہب)

(ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور اس پر تباہی آئے، نہ اس کی دولت ہی کچھ کام آئی اور نہ ہی دنیا طلبی کی کوششوں نے اسے کچھ فائدہ پہنچایا۔ (اس کا یہ گمان غلط تھا کہ انسان کی عزت و عظمت کا ذریعہ صرف مال و دولت ہی ہے) عنقریب ہی وہ بھڑکتی ہوئی آگ کے لپکتے ہوئے بلند شعلوں کا نوالہ بنے گا اور اس کی دولت اس کی ذرا سی بھی مدد نہ کر سکے گی) اس کی بیوی پر بھی (پھٹکار ہو) جو ایندھن اور (جھاڑ جھنکار) اُٹھائے پھرتی ہے۔ قیامت کے دن اس کے گلے میں (گلوبند کی بجائے) کھجور کی کرخت چھال کی بٹی ہوئی کھردری رسی ہوگی (جس سے اُسے دوزخ میں گھسیٹا جائے گا) ؎

؎ پیارے بچو۔ اگرچہ ابولہب (اس کا اصل نام عبدمناف اور کنیت ابوعتبہ تھی) نبی علیہ السّلام کا چچا تھا لیکن اس کے ہاتھوں آپؐ کو بڑے دکھ پہنچے، اس کی بیوی اُمِ جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی، اپنے شوہر سے بھی زیادہ آپ کی دشمن بھی اور ہمیشہ آپ کی ایذار کی تدبیروں میں لگی رہتی تھی وہ سارا دن خار دار جھاڑیاں چنتی رہتی اور آدھی رات کو نبی علیہ السّلام کی راہ میں بچھا دیتی۔ اس کی بھتیجی ہندہ نے جنگ احد میں جناب حمزہ شہید کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ابولہب کے لئے "تَبَّتْ یَدَا" کے الفاظ فرمائے ہیں، یہ اس کی بدزبانی کا جواب ہے جو اسی کے الفاظ میں دیا گیا۔ جب نبی علیہ السّلام نے کوہِ صفا پر سے قریش کو حق کی دعوت

دی تھی تو اس کمبخت نے "تَبّاً لَكَ" کے لفظ سے آپ کو مخاطب کیا تھا جس کا جواب اللہ تعالےٰ نے بھی "تَبَّتْ یَدَا" کے لفظ سے دیا۔ لیکن آپؐ کے دوسرے چچا ایسے نہیں تھے۔ ان میں سے جناب ابو طالب نے اپنی بھرپور اور جاں نثارانہ حمایت اور مدد سے دین اسلام کو پروان چڑھایا۔ جناب حمزہ جنگ احد میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور جناب عبّاس نے بھی دین کی بڑی خدمت کی

اس کے بعد ابولہب اور اس کی بیوی اُمّ جمیل وہاں سے اُٹھ آئے اور دوسروں نے بھی آپ کو کوہ صفا پر تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔

۳

قریش کے اس نامہذب رویے سے آپؐ کو بہت دکھ ہوا لیکن آپؐ نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے بھائی علی (علیہ السّلام) کو حکم دیا کہ کھانا تیار کریں اور قریش کے سرداروں کو ضیافت کی دعوت دیں۔ علی (علیہ السلام) نے ابوطالب، حمزہ، عباس، ابولہب اور چند دوسرے افراد کو دعوت دی اور جب وہ سب آ گئے تو دستر خوان پر کھانا لگا دیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد نبی علیہ السّلام حاضرین سے یوں گویا ہوئے:

"اے فرزندانِ عبدالمطلب۔ خدا کی قسم میں آپ لوگوں کے لیے وہ کچھ لایا ہوں کہ کوئی عربی جوان اس کا عُشرِ عشیر بھی نہ لایا ہوگا۔ میں آپ سب کے لیے دنیا و آخرت کی نیکیاں اور نیک بختیاں لایا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کی بندگی کی سعادت حاصل کرنے کی دعوت دوں۔ کیا اس مجمع میں کوئی ہے جو اس امر میں میرا معاون ہو اور میرا بھائی، وزیر اور وصی بنے؟"

سب خاموش رہے اور کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ اچانک علی (علیہ السّلام) جو حاضرین میں سب سے چھوٹے تھے، اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

"اے اللہ کے رسولؐ۔ میں آپ کی مدد کروں گا اور اس امر کے قیام کے لیے کسی بھی بڑی سے

بڑی قربانی سے دریغ نہ کروں گا۔"

نبی علیہ السّلام نے پیار سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

" میرا یہ بھائی اس امر میں میرا نائب اور جانشین ہوگا۔ سب کے لیے اس کی اطاعت ضروری ہوگی۔" ۵

---

۵ بچّو۔ اسلام میں ہونے والا یہ پہلا معاہدہ ہے جو فریقین کے درمیان طے پایا۔

فریق اوّل چالیس سال سے زیادہ عمر کا ایک پختہ کار انسان ہے۔ جو نبی ہے۔

فریق ثانی ایک دس گیارہ سالہ بچّہ ہے جو فریق اوّل کا بھائی بھی ہے اور جاں نثار پیرو بھی۔

ہمارا ایمان ہے کہ دونوں فریقوں نے اس معاہدے پر پورا پورا عمل کیا اور اسے ہر ممکن طریقے سے نبھایا۔

ہم اس چھوٹی سی کتاب میں اس کی تفصیل میں نہیں جاسکتے آپ کو چاہئے کہ قرآن پاک، حدیث، تاریخ اور دینی ادب کا گہرا اور وسیع مطالعہ کریں تاکہ اس انتہائی اہم حقیقت کو پاسکیں۔

سب لوگ مذاق اُڑاتے ہوئے اُٹھ گئے اور جناب ابو طالب سے کہنے لگے۔
" حکم صادر ہوا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کریں۔"

۴

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ کے ساتھی مدتوں ارقم کے گھر میں جو کوہِ صفا کے دامن میں تھا، پوشیدہ طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت بجالاتے رہے۔ ایک روز نبی علیہ السّلام کی ابوجہل سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس نے آپؐ اور آپؐ کے دین کے خلاف بہت اول فول بکا۔ لیکن آپؐ بالکل خاموش رہے اور اس کی بدزبانی کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک شخص یہ ماجرا دیکھ کر آپؐ کے تحمل اور عالی ظرفی سے بہت متاثر و متعجب ہوا اور جب آپؐ کے چچا حمزہ جو بہت طاقتور اور بہادر تھے، شکار سے لوٹے تو ان کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

"آپ کو پتہ ہے کہ ابوجہل نے آپ کے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، ان کے ساتھ کتنی بدزبانی کی ہے اور ان پر اور ان کے دین پر کیسے کیسے گھناؤنے الزامات اور اعتراضات وارد کئے ہیں؟" اور پھر سارا واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ انہیں کہہ سُنایا۔

حضرت حمزہ ابوجہل کی اس حرکت پر بہت غضب ناک ہوئے اور سیدھے خانہ کعبہ میں گئے۔ جہاں ابوجہل اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ حمزہؓ نے اسے للکارا اور اپنی کمان اتنے زور سے اسے ماری کہ اس کے بدن سے خون جاری ہوگیا۔ اس کے ساتھی اس کی حمایت میں اُٹھے اور حمزہ سے کہنے لگے:

"معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی اپنے بھتیجے کا دین قبول کرلیا ہے۔"

حمزہ نے جواب دیا: "ہاں۔ اور اس میں ہرج کیا ہے؟ مجھے یقین ہو چکا ہے کہ وہؐ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں سچ ہے اور درست ہے۔ اللہ کی قسم میں انؐ کے دین سے کبھی روگردانی نہیں کروں گا۔ اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے روک کے دیکھو۔"

اور وہ اپنے دشمنوں کو ہکّا بکّا چھوڑ کر وہاں سے چل دیئے جو ایک دوسرے کا منہ ہی دیکھتے رہ گئے تھے۔

اور پھر یہ بہادر اور عظیم انسان سیدھا نبی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اپنے ایمان کا اعلان اور آپؐ کے سامنے اِسلام کے ساتھ اپنی وفاداری کا عہد کرے۔

نبی علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچ کر انھوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اسلام کی سعادت حاصل کی اور آپؐ سے آدابِ دین سیکھنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ عقلی دلائل کی بنیاد پر پورے یقین و اعتماد کے ساتھ اللہ کی جماعت میں شامل ہوں۔

نبی علیہ السّلام کو اس سے دِلی مسرّت حاصل ہوئی کیونکہ جناب حمزہ کی وجہ سے اسلام کو بڑی قوت و شوکت ملی۔

۵

قریش اپنے جھوٹے خداؤں پر نبی علیہ السّلام کی نکتہ چینی سے جزبز تو بہت ہوتے تھے لیکن جناب ابوطالب کی وجہ سے خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے۔ آخر کار ایک دن انھوں نے فیصلہ کیا کہ ابوطالب کے پاس جاکر اس بارے میں بات چیت کریں چنانچہ قریش کے چند بڑے سردار جن میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام اور عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے۔ ابوطالب سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوئے۔ ایک آدمی کو انھوں نے پہلے ہی بھیج دیا تھا تاکہ ابوطالب سے ملاقات کی اجازت حاصل کرے۔

مقرر وقت پر یہ سب لوگ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔ اے ابوطالب۔ آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں۔ ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان انصاف کیجیے۔ انہیں ہمارے خداؤں پر نکتہ چینی اور اپنے نبی ہونے کے دعوے سے روکیے۔"

جناب ابوطالب نے نبی علیہ السّلام کو بلا بھیجا اور جب آپؐ تشریف لائے تو ان سے کہا:

"بیٹے۔ یہ تمہاری قوم کے بزرگ ہیں، تمہارے پاس یہ خواہش لے کر آئے ہیں کہ ان کے خداؤں کو برا نہ کہو اور نبی ہونے کے دعوے کو چھوڑ دو۔"

آپ نے فرمایا:

"چچا جان۔ انہیں بہتری اور بھلائی کی طرف کیوں نہ بلاؤں؟"

ابو طالب نے پوچھا:

" تم انہیں کس چیز کی طرف بلاتے ہو۔؟"

آپؐ نے جواب دیا:

" میں ان کو ایسی بات کی دعوت دیتا ہوں جس کی وجہ سے انہیں عزت اور سربلندی نصیب ہوگی۔"

ابوجہل نے پوچھا:

"وہ کونسی بات ہے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو؟ اپنی ضد سے باز آجاؤ، اس کے عوض جو کچھ ہم سے طلب کرو گے ہم تمھیں اس سے دس گنا زیادہ دیں گے۔"

نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

" میں تم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ صرف اتنا کہتا ہوں کہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ کر اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار کرلو۔"

سب غصّے میں آگئے اور یک زبان ہوکر بولے۔

" یہ بات مت کہو، ہم اسے ہرگز نہیں مانیں گے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی کہو، ہمیں منظور ہے۔"

نبی علیہ السّلام نے ابوطالب کی طرف متوجہ ہوکر کہا:

" چچا جان اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پہ چاند لاکر رکھ دیں، تو بھی میں حق کی دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔ یا تو میں اللہ کی مدد سے اس دعوت کو کامیاب کروں گا اور یا پھر اس راہ میں جان دے دوں گا۔" پھر اس خیال سے کہ شاید ابوطالب قریش

کا ساتھ دیں، آپؐ وہاں سے اُٹھ کر چل دیے۔ لیکن ابوطالب کا دل تڑپ اُٹھا۔ انھوں نے آپؐ کو روک لیا اور کہنے لگے۔

"بیٹے۔ جو تمہارے جی میں آئے کہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم سچے ہو۔ ان لوگوں سے میں نمٹوں گا۔ اور تمہیں ہرگز ان کے رحم و کرم پر نہ چھوڑوں گا۔ ؞

؞ بچو! جناب ابوطالب نے اپنا یہ عہد آخری دم تک نبھایا اور ساری عمر آپؐ کی حمایت میں کفار قریش کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ علی علیہ السّلام نے بھی دعوت ذوالعشیرہ پر کیے گئے معاہدہ پر دل و جان سے عمل کیا اور زندگی بھر نبی علیہ السّلام پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ دراصل یہ باپ بیٹے کی وعدہ وفائی ہی تھی جو اسلام کی حقیقی بقار کا سب سے بڑا ذریعہ بنی —— باپ نے ہمیشہ ڈھال بن کر کافروں اور مشرکوں کے شر و ضرر سے آپؐ کو محفوظ رکھا اور بیٹا نہ صرف خود دین حق پر قربان ہوا بلکہ اس کے اہل خاندان نے بھی اپنے عظیم باپ اور دادا کے وعدے کی پوری پوری لاج رکھی اور اپنے خون سے اسلام کی آفت زدہ کھیتی کو سیراب کر کے ہمیشہ کے لیے اسے سرسبز و شاداب کر دیا۔ میدان کربلا کے سب ہاشمی شہید جناب ابوطالب ہی کی اولاد تھے۔

جب تک جناب ابوطالب زندہ رہے قریش نبی علیہ السّلام کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکے لیکن ان کی وفات کے بعد آپؐ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ

جب قریش کو یقین ہو گیا کہ ابوطالب کسی قیمت پر بھی آپؐ سے دست بردار ہونے پر تیار نہیں ہوں گے تو وہ عمارہ بن ولید کو جو قریش کا خوبصورت ترین نوجوان تھا، لیکر ان کے پاس گئے اور کہنے لگے:

"اے ابوطالب۔ آپ قریش کے اس سب سے زیادہ حسین وجمیل جوان کو لے لیں اور اس عوض اپنے بھتیجے کو جو ہمارے باپ دادا کے دین کا دشمن ہے، ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم اسے قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کریں۔"

ابو طالب نے جواب دیا۔

"کیا خوب! خدا کی قسم تم میرے ساتھ نہایت عجیب اور بدترین معاملہ کرنا چاہتے ہو تم اپنا بیٹا مجھے دے رہے ہو کہ میں اس کی پرورش کروں اور اس کے مقابلے میں چاہتے ہو کہ میں اپنا بیٹا تمہارے حوالے کر دوں تاکہ تم اسے قتل کر دو ــــ خدا کی قسم میں اس پر ہرگز راضی نہ ہوں گا۔"

پڑے۔ اسی سال حبیبۂ رسول محسنۂ اسلام حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں اور آپ کا یہ آخری سہارا بھی ختم ہو گیا۔ آپؐ اس دوھرے صدمے سے نڈھال ہو گئے۔ اِدھر سے قریش کی دشمنی بھی شدت اختیار کر گئی اس صورت حال میں آپ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم ہوا۔

جس سال جناب ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہوئی اسے اسلامی تاریخ نے "عام الحزن" (غم کا سال) کا نام دیا ہے۔

۷

قریش نے جب دیکھا کہ نیا دین پھل پھول اور پھیل رہا ہے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان کے گھروں میں نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا انھوں نے فیصلہ کیا کہ جو شخص بھی ان میں سے اِسلام میں داخل ہو، اس پر پوری سختی کی جائے۔ چنانچہ امیہ بن خلف اپنے غلام بلال کو صحرا میں لے جاتا اور پتّھر کی بڑی سی تپتی ہوئی سِل ان کے سینے پر رکھ کر کہتا: مجھے قسم ہے کہ یہ سِل تمہارے سینے پر رکھی رہے گی جبتک کہ یا تو تم مرجاؤ اور یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی چھوڑ کر لات وعزیٰ کو اپنا خدا مان لو۔"

لیکن بلال اس کے جواب میں صرف "احد" "احد" پکار کر خدائے واحد کی بندگی کا اعلان کرتے تھے۔

ایک دن حضرت ابو بکر نے یہ حالت دیکھ کر انھیں اُمیّہ سے خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔

مکہ مکرمہ کے ایک اور قبیلے بنی مخزوم کے لوگ بھی عمار یاسر اور ان کے ماں باپ کو سخت دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دیتے لیکن وہ اسلام سے دست بردار نہیں ہوئے۔

ایک دن نبی علیہ السّلام نے انہیں درد کی شدت سے چیختے اور فریاد کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"اے آلِ یاسر صبر کرو۔ اللہ تعالےٰ تمھیں جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔"

انھوں نے سخت عذاب کے باوجود صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ لیکن ابوجہل بھی ظلم وستم سے باز نہ آیا حتیٰ کہ اس نے عمار کی والدہ "سمیہ" کو اذیتیں دے دے کر شہید کر دیا۔

قریش کے دوسرے لوگ بھی مسلمانوں پر بہت ظلم ڈھاتے تھے اور انھیں بھوکا اور پیاسا رکھ کر خدائے واحد سے بغاوت اور بتوں کی پُوجا پر مجبور کرتے تھے۔ لیکن مسلمان ہر قسم کی سختیوں اور سزاؤں اور اذیتوں اور مصیبتوں کے باوجود حق کی راہ پر ثابت قدم رہے اور ہدایت اور ایمان کی روشنی کو چھوڑ کر گمراہی اور کفر کی تاریکی کی طرف نہیں لَوٹے۔